حکیم الاسلام

حضرت مولانا حسنین رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا حسنین رضا خان ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے بھائی، حضرت مولانا حسن رضا خاں کے فرزند اکبر مولانا حکیم حسین رضا خاں، فرزند اوسط مولانا حسنین رضا خاں اور فرزند اصغر مولانا فاروق رضا خاں تھے۔

حضرت مولانا حسنین رضا خاں اپنے تایا زاد بھائی، سیّدی سندی مرشدی مولائی وملجائی ومتاعی حضور مفتی اعظم فقیہہ عالم محمد مصطفےٰ رضا خان بریلوی سے صرف چھ ماہ بڑے تھے اور علوم دینیہ کی تحصیل میں دونوں عم زاد ہم سبق رہے ہیں۔ رسم بسم اللہ خوانی کے بعد گھر ہی میں حصولِ تعلیم میں مصروف ومشغول ہوئے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے اپنے فرزند اصغر مفتی اعظم کو پڑھانے کے ساتھ اپنے عم زاد حضرت حسنین رضا کو بھی پڑھانا شروع کیا، اور جب فرزند حقیقی اور عم زاد و فرزند نسبتی، دونوں کی عمریں بارہ برس ہوگئیں، تو اعلیٰ حضرت کثیر البرکت نے ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء میں دار العلوم منظر اسلام قائم فرمایا، تو اس دار العلوم میں دونوں متذکرہ نوجوان، محمد مصطفےٰ رضا، حسنین رضا کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت کے تین تلامذہ مزید، ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری اور مولانا عبد الرشید عظیم آبادی اور مولانا نواب مرزا، پانچوں تلامذہ سے دار العلوم منظر اسلام کا آغاز ہوا۔

حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب نے معقولات کی چند کتب، مناظر اہلسنت حضرت علامہ ہدایت رسول صاحب رامپوری سے بھی رامپور جا کر پڑھیں۔ نیز قطب الارشاد حضرت علامہ مفتی ارشاد حسین رامپوری کے درس میں بھی

شریک ہو کر مستفاد ہوئے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے شرف تلمذ کے ساتھ ساتھ، اجازت وخلافت بھی حاصل تھی۔

حضرت علامہ حسنین رضا خاں بریلوی اپنے مادرِ علمی دارالعلوم منظر اسلام میں بحیثیت مدرس خدمت سرانجام دیتے رہے، بحیثیت مدرس تقرر کے لیے سفارش اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی تھی اور تقرر حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں نے فرمایا جو مہتمم اول حضرت استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں بریلوی کے وصال (۲۲ رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ/ ۱۸/اکتوبر ۱۹۰۸ء) کے بعد "منظر اسلام" کے مہتمم مقرر کیے گئے تھے۔

حضرت علامہ حسنین رضا خاں کے معروف تلامذہ میں شیر بیشۂ اہلسنت حضرت مولانا حشمت علی خاں، حضرت مولانا ابرار حسن صدّیقی تلہری، مولانا حامد علی رائے پوری، مولانا سردار علی خاں عرف عزو میاں، مولانا ادریس رضا خاں، مولانا اعجاز ولی خاں اور مولانا تقدس علی خاں بریلوی رحمہم اللہ شامل ہیں۔

حضرت کے کارنامے: جامعہ رضویہ منظر اسلام میں تدریسی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے ساتھ ساتھ بریلی شریف سے ایک ماہنامہ "الرضا" جاری کیا۔ یہ ماہوار جریدہ بہت معروف ہوا، امام احمد رضا کی حیات میں اس کے متعدد شمارے شائع ہوئے۔ جغرافیائے ہند کے بلاد وامصار میں بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا تھا۔

حسنی پریس کی نگرانی اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات کی اشاعت کی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے پورا کرتے تھے، نیز حالت حاضرہ کے تحت مختلف فتنوں (تحریک ترک موالات، تحریک ہجرت، متحدہ قومیت، ندوہ تحریک، مرزائیت وقادیانیت، فتنہ وہابیت) کی بیخ کنی کے لیے اور اسلامیان ہند کے ایمان وعقائد کو بچانے کے لیے پمفلٹ، رسائل اور کتابچے شائع کر کے مفت تقسیم کرتے تھے

حضرت مولانا حسنین رضا خاں بریلوی کے فرزند ارجمند حضرت مولانا سبطین رضا رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے کارناموں کو اختصار واجمال سے یوں بیان کرتے ہیں: "جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کی شاندار خدمات میں آپ کا نمایاں

حصہ تھا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔جس میں علماء ومشائخ کے علاوہ شہر وبیرون شہر کے بہت سے روسأ ووکلاء اور بیرسٹران نیز سیاسی لیڈر حکام اور اعلیٰ افسران، امیر وغریب غرض یہ کہ ہر طبقے کے لوگ شامل تھے جو آپ کے علم و فضل کے دل سے معترف تھے اور آپ کا ادب و احترام پوری طرح ملحوظ رکھتے تھے، ان کی نشست گاہ پر صبح سے لے کر شام تک مقامی و بیرونی لوگوں کی آمدورفت کا تانتا بندھا رہتا تھا"۔

آپ کی مجالس اور ذہانت: آپ سے ملنے والوں میں ذاتی احباب کے علاوہ ضرورت مند بھی کثیر تعداد میں ہوتے تھے۔ہمہ وقت مجلس گرم رہتی مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی لیکن کبھی غیر مہذب و ناشائستہ گفتگو نہ فرماتے انداز گفتگو پیارا اور دلپذیر ہوتا اور بات اتنی ٹھوس فرماتے کہ مخاطب کے دل میں اتر جاتی اور وہ مطمئن ہو جاتا، طبیعت اتنی مرنجان مرنج اور شگفتہ پائی تھی کہ کیسا ہی مغموم ومتفکر انسان آپ کے پاس آتا لیکن تھوڑی ہی دیر میں سارا رنج وغم بھول جاتا۔ ہر ماحول میں اپنے لیے گنجائش پیدا کر لینا اور بروقت و برجستہ دماغ سے ایسی بات نکالنا کہ جو پورے ماحول پر اثر انداز ہو اس میں کمال حاصل تھا۔غرض یہ کہ برمحل گفتگو حاضر دماغی اور ذہانت بلا کی پائی تھی۔

شیخ الادب حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب اعظمی نے (انھیں بھی حضرت سے فخر تلمذ حاصل تھا) والد ماجد کی ذہانت کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا کہ جس زمانے میں حضرت درس دیتے تھے معقولات کی بڑی بڑی کتابیں آپ کے پاس رہا کرتی تھیں۔کبھی کبھی ایسا ہوا کرتا کہ کسی ضرورت سے باہر تشریف لے جاتے ہفتہ عشرہ بعد شب میں واپس ہوتے اور صبح کو بغیر مطالعہ کیے درسگاہ میں تشریف لے آئے اور پڑھانا شروع کر دیا، مشکل سے مشکل سبق ہوتا، طلباء جو اس وقت محنتی اور ذہین ہوتے تھے ہر طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے اور آپ سب کو یکے بعد دیگرے مسکت اور تسلی بخش جواب دیتے تھے۔دوران سبق محسوس نہ ہونے دیتے کہ بغیر مطالعہ پڑھا رہے ہیں۔

سماجی خدمات: مسلمانوں اور بالخصوص غریب مسلمانوں سے آپ کو ہمیشہ قلبی تعلق اور گہرا لگاؤ رہا۔جہاں امرأ و روسأ آپ کی محفل میں ہوتے وہاں بہت سے ضرورت مند غریب بھی بیٹھے نظر آتے، کسی کو نوکری کی تلاش ہے، کسی کو امداد

چاہیے، کوئی اپنے مقدمہ میں آپ کی سفارش کا طلبگار ہے، کسی کو اسکول یا کالج میں بچے کی فیس معاف کرانا ہے، غرض یہ کہ ہر قسم کی ضرورتیں لے کر لوگ آپ کی خدمت میں آتے رہتے اور کوئی ضرورت مند کسی وقت بھی آ جاتا، آپ اپنے تمام ضروری کاموں کو پس پشت ڈال دیتے، پہلے اس کی سرگذشت سنتے اور اس کا کام کرنے کو تیار ہو جاتے۔ شہر اور اس کے نواح میں تمام سرکاری و نیم سرکاری محکموں کچہریوں، اسکولوں، کالجوں میں آپ کے جاننے والے آپ سے عقیدت و محبت رکھنے والے بے شمار لوگ موجود تھے، لہٰذا کسی کے نام سفارشی خط لکھ دیا، ضرورت محسوس کرتے، تو بہ نفس نفیس تشریف لے جاتے۔ ضرورت مند نے اگر سواری کا انتظام کر لیا ہے، تو فبہا! ورنہ اپنی جیب خاص سے کرایہ کی ادائیگی کر کے خود ہی سواری کا انتظام کر کے حاجتمند کو ساتھ لے گئے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ضعیف العمری کے باوجود پیدل تشریف لے جاتے۔ حاجتمندوں کے کام آنا، زندگی کا بہترین مشغلہ تھا، جو اس وقت تک جاری رہا، جب تک قویٰ میں توانائی باقی رہی۔ بلا مبالغہ سینکڑوں افراد کو ملازمتیں دلوا دیں۔۔ ناحق گرفتار ملزمان کو رہا کروا دیا۔۔ جبکہ بعض کی سزائیں معاف کروا دیں یا بعض کی سزائیں کم کروا دیں۔ مسلمانوں کے آپس میں، رنجشیں یا تنازعات و اختلافات میں صلح کرانے کے عمل حَسن میں صبح تا نصف شب مشغول رہتے۔ مخلوق خدا کی بے لوث خدمت میں گھر کا قیمتی سامان بھی ایثار کرنے سے گریزاں نہیں ہوتے تھے۔ کوئی عاریتاً بھی سامان لیتا اور بعد استعمال واپس نہیں کرتا، تو آپ کبھی تقاضا نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اشارۃً یا کنایتاً بھی توجہ نہیں دلواتے تھے۔

اس ضمن میں بقول مولانا سبطین رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ! کہ میری والدہ (اپنی اہلیہ) کا زیور، ایک صاحب کے عرض کرنے پر اُن کی اہلیہ کے استعمال کے لیے مستعار دیدیا، انھوں نے تاحیات واپس نہیں کیا، جبکہ آپ نے کبھی اُن سے تقاضا نہیں کیا۔ اس سے بہتر آج کی دنیا میں ایثار و قربانی کی مثال اور کیا ہو سکتی ہے احباب میں سے کبھی کسی کی معمولی سی دلشکنی گوارا نہ فرمائی، آپ کی زندگی اس سلسلے میں شاعر کے اس شعر کا صحیح مصداق تھی کہ۔

خیال خاطر احباب چاہیے ہر دم

انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

دین سے محبت اور اولاد کی تربیت: دین پر خود بھی استقامت کے ساتھ عامل رہے، نیز ’’جماعت رضائے مصطفےٰ‘‘ کے پلیٹ فارم سے حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شانہ سے شانہ ملا کر اور مفتی سید نعیم الدین مراد آبادی کے قدم سے قدم ملا کر شدھی تحریک کے انسداد میں سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ ہزاروں مسلمانوں کے ایمان کو بچایا۔ اور ان کی مدد کے لیے ’’جماعت انصار الاسلام‘‘ بھی قائم کی۔

مولانا حسنین رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تینوں بیٹوں کی نہایت اعلیٰ تربیت فرمائی، تینوں کو عالم دین بنایا۔ فرزند اکبر مخدوم ملت، امین شریعت حضرت مولانا سبطین رضا خاں مدظلہ العالی حیات ہیں، ان کی ولادت جمادی الاول ۱۳۴۶ھ/ نومبر ۱۹۲۷ء میں ہوئی۔ اس وقت ماشاء اللہ ۸۸ برس کی عمر شریف میں دنیائے سنیت کے لیے منبع برکات ہیں۔ منجھلے فرزند صدر العلماء حضرت علامہ تحسین رضا خاں قادری رضوی نوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت شریفہ ماہ شعبان ۱۳۴۹ھ/ دسمبر ۱۹۳۰ء میں ہوئی، جبکہ آپ کا وصال جمعہ ۱۸؍ رجب ۱۴۲۸ھ/ ۲؍۱ اگست ۲۰۰۷ء کو ہوا۔ فرزند اصغر حضرت صوفی باصفا علامہ محمد حبیب رضا خاں قادری دامت برکاتہم وفیوضھم کی ولادت مبارکہ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ/ اگست ۱۹۳۳ء میں ہوئی۔ ۱۹۷۸ء سے مسند افتاء پر فائز ہیں اس وقت ماشاء اللہ ۸۲ سال کی عمر شریف کے ساتھ بقید حیات ہیں۔ ماہنامہ ’’سنّی دنیا‘‘ کے دفتر کی نگرانی حضور تاج الشریعہ کے حکم پر فرماتے ہیں۔

تصانیف:

۱۔ دشت کربلا ۲۔ نظام شریعت ۳۔ اسباب زوال

۴۔ سیرت اعلیٰ حضرت وکرامات ۵۔ وصایا شریف ۶۔ غیر مطبوعہ نعتیہ دیوان

آپ کے والد گرامی استاذ زمن شہنشاہ سخن حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی کا یہ نعتیہ شعر بہت معروف ہے۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور

تو پھر کہیں گے ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

اسی مفہوم کو ادا کرتے ہوئے ایک نعت شریف کا مطلع یوں کہا ہے،

تری نعل مقدس جس کے سر پر سایہ گستر ہے

وہی فرمانروائے ہفت کشور ہے سکندر ہے

وصال با کمال: حضرت علامہ حسنین رضا نے اکیانوے (۹۱) برس کی عمر شریف میں، ۵ صفر ۱۴۰۱ھ/ ۱۴/دسمبر ۱۹۸۰ء میں بروز اتوار وصال پر ملال فرمایا۔ دوران غسل ب آواز بلند، زبان سے اسم جلالت ''اللہ'' ادا فرمایا۔ یہ روایت حضور مفتی اعظم کے ایک مرید خاص سیّد اعجاز رضوی صاحب نے بیان فرمائی۔